Lesson 23. Al-Baqarah (Ayaat 183 - 188): Day 82 سُوْرَةُ البَقَرَة کی تفسیر

رمضان کا ایک تحفہ تو قرآن ہے اور دوسرا تحفہ دُعا ہے۔ روزے کی حالت میں کی گئی دعا بھی دل سے نکلتی ہے۔ بھوک میں انسان اللہ کے سامنے عاجز ہو کر بیٹھتا ہے۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾ اور (اے پیغمبر) جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو (کہہ دو کہ) میں تو (تمہارے) پاس ہوں جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں تو ان کو چاہیئے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ نیک رستہ پائیں۔ یعنی اللہ پر ایمان لائیں اور اللہ کی اطاعت کریں۔

نبی پاکؐ سے پوچھا گیا کہ اللہ کے بارے میں کچھ بتائیں۔ تو اُس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

خالق اور مخلوق کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ مثال کے طور پر عیسائی چرچ جا کر پادری سے گناہ معاف کرواتے ہیں۔ مسلمان پیر کے پاس جاتے ہیں کہ وہ سفارش کر دے۔ پادری چندہ لیتا ہے اور پیر کبھی کالا بکرا اور کبھی رقم۔

اگر کبھی دنیا میں کوئی منشور لکھا جائے تو اس کی ہیڈ لائن ہو گی کہ انسان اور اُس کے رَبّ کے درمیان ڈائرکٹ کنکشن ہے۔ سیدھا راستہ۔ درمیان میں کوئی نہیں ہے۔ بندہ اللہ کے پاس جائے۔ اللہ سے معافی مانگے۔ بندہ اللہ کے آگے رو پڑے۔ اللہ سے راز و نیاز کرے۔ ہمیں کتنا غصّہ آئے اگر ہمارا بچّہ کسی اور سے جا کر ہماری باتیں کرے۔ اللہ کو اسی لئے شرک سب سے زیادہ ناپسند ہے۔

کہ انسان کسی مشکل میں دوسرے کی منّتیں کرے کہ میرے لئے دُعا کر دو۔ آپ کا رَبّ ہے آپ خود بات کریں۔ آپ کا پرسنل میٹر ہے۔ اللہ کو خود بتائیں۔ اللہ سے خود مانگیں۔

آپ نے وہ واقعہ سنا ہو گا کہ موسیٰؑ کے زمانے میں بارش نہیں ہو رہی تھی، سب نے مل کر دعا کی۔ لیکن اللہ نے موسیٰؑ سے فرمایا۔ کہ آپ سب کے درمیان ایک ایسا گناہگار بیٹھا ہے جس کی وجہ سے دعا قبول نہیں ہو رہی۔ لیکن اللہ نے نام نہیں بتایا۔ اس کا پردہ رکھا۔ موسیٰؑ نے یہی بات سب کو بتا دی۔ اُس بندے نے وہیں بیٹھے بیٹھے توبہ کی اور بارش ہونے لگی۔ موسیٰؑ نے اللہ سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ اللہ نے فرمایا کہ موسیٰؑ اس بندے نے توبہ کر لی ہے اس لئے دعا قبول ہو گئی ہے۔ اقبالؒ نے فرمایا؛

ہم تو مائل بہ کرم ہیں' کوئی سائل ہی نہیں راہ دکھلائیں کسے؟ راہ رِو منزل ہی نہیں

تو اللہ عطا کرنا چاہتا ہے۔ اُسی سے مانگیں۔ اللہ تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ ہی نہیں جب چاہیں اللہ سے کلام کریں۔ جب چاہیں اللہ سے مانگیں۔ کسی پیر، امام، پادری، پروہت، زندہ یا مردہ کی ضرورت نہیں۔

حدیث نبی پاکؐ ہے کہ رات کے پچھلے پہر اللہ آسمانِ دنیا پر تشریف لاتا ہے کہ ہے کوئی جو بخشش مانگے میں اسے معاف کر دوں، جو صحت مانگے میں اسے عطا کر دوں۔ ہے کوئی جو رزّق مانگے میں اسے عطا کروں۔ اسی بات پر علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں؛

خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے. پیران کلیسا کو کلیسا سے اٹھادو.

یہ درمیان کے لوگ اللہ کو بندوں سے دور رکھتے ہیں۔ تم بھی میری اطاعت کرو۔ تم میرے احکام مانو۔ میں تمھاری دعائیں قبول کروں گا۔

دعامومن کا ہتھیار ہے۔یہ لیکچر نورالقرآن ویب سائٹ سے سن سکتے ہیں۔

اس کی دعوہ سی ڈیز بھی موجود ہیں۔ اللہ نے بندے کو برابری پر رکھ دیا کہ تم میرا کہنا مانو میں تمھاری دعا قبول کرونگا۔ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ ۔مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا۔ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ تا کہ انسان بھلائی پالیں۔رَبّ سب کا ہے۔ اس کے ساتھ شریک نہ بنائیں۔

اس کے بعد موضوع پورا ہو گیا ہے۔عبادات کے بعد نہایت خوبصورتی سے عبادات کے بعد معاملات کا ذِکر آتا ہے۔ اب ایک ہی گھر میں رہنے والے افراد کے تعلقات میں فرق ہو سکتا ہے کہ ایک کا روزہ ہو یا پھر دونوں کو روزہ ہو تو شائد معاملات میں کوئی فرق آجائے۔روزے کی حالت میں خاص طور پر میاں بیوی کے تعلقات میں فرق آجاتا ہے۔اور یہاں اُسی موضوع پر بات کی گئی ہے۔

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ روزوں کی راتوں میں تمہارے لئے اپنی عورتوں کے پاس جانا (حلال) کر دیا گیا ہے۔

یہ ایک طویل آیت ہے۔اس میں روزے کے احکامات پر بات مکمل ہو جاتی ہے۔

یہود میں موسیٰؑ کی شریعت رائج تھی۔ موسیٰؑ کی شریعت میں روزہ مغرب سے مغرب تک تھا۔

یعنی مغرب میں روزہ کھلا اور عشاء کے بعد اگلے دن کے مغرب تک روزہ ہو گیا۔ مغرب سے عشاء کے درمیان کھالو، پی لو یا بیوی سے تعلق قائم کرلو۔عشاء سے اگلا روزہ شروع۔اگر کوئی سو تارہ گیا تو اس کا بھی کھائے پیئے بغیر روزہ شروع ہو گیا۔اس کو ہماری زبان میں آٹھ پہرا روزہ کہتے ہیں۔

یہ حکم چل رہا تھا۔ یہود کے روزے میں سحری کو تصوّر نہیں تھا۔ جو نہی عشاء کے وقت سوتے روزہ شروع ہو جاتا۔ لیکن اسلام میں اللہ نے مسلمانوں کو یہ آسانی دے دی۔ کہ ساری رات کھائیں پیئیں اور میاں بیوی تعلقات قائم کر سکتے ہیں۔ یعنی رمضان کی راتوں میں خاوند بیوی کو Sexual Intercourse کی اجازت دے دی گئی۔ مسلمان یہ سمجھ رہے تھے کہ شائد ہمارا روزہ بھی یہود کی طرح تھا۔ صحابہ کرامؓ اگر تعلقات قائم کر لیتے تو دل میں شرمندگی محسوس کرتے۔

ایک صحابیؓ قیس کسان تھے۔ سارا دن کھیتوں میں کام کرتے رہے، شام کو گھر آ کر کھانے کے لئے کچھ مانگا تو بیوی نے کہا کے ہمسائے سے کچھ لاتی ہوں۔ ان صحابیؓ کو نقاہت کی وجہ سے اونگھ آ گئی اور سو گئے۔ اب سونے کا مطلب تھا اگلا روزہ شروع ہو گیا۔ اگلے دن پھر کھیتوں پر کام کرنے گئے۔ دوپہر کا وقت تھا گرمی اور نقاہت سے بے ہوش ہو گئے۔ اللہ نے یہ حکم نازل کر دیا۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ وہ تمہاری پوشاک ہیں اور تم ان کی پوشاک ہو۔ یعنی تم ایک دوسرے کے لباس ہو۔ آپ کو کسی بھی زبان کی شاعری میں میاں بیوی کے تعلقات پر اتنا خوبصورت جملہ نہیں ملے گا۔ شوہر اور بیوی لباس کی طرح ہیں وہ کیسے؟ لباس اور انسان میں کوئی پردہ نہیں جیسے میاں بیوی میں کوئی پردہ نہیں۔

لباس انسان کی شخصیت کو ظاہر کرتا ہے۔ لباس کے انتخاب سے انسان کی شخصیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک لڑکی اپنے لئے کیسے شوہر کو پسند کرتی ہے اس بات سے اُس کے اندر کا پتا چلتا ہے۔

کپڑے پسند کرتے وقت ہم اتنی دیر لگائیں اور لڑکا Love at 1st sight پر پسند کر لیں۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ قرآن کے کلام کی خوبیاں دیکھیں۔

لباس اپنے جسم کے ساتھ یعنی سائز میں برابر ہو نہ بہت چھوٹا اور نہ بہت بڑا۔ اسی طرح رشتے کرتے وقت دونوں کی برابری کا بھی خیال رکھا جائے۔ اسے کفو کہتے ہیں۔ یہ نہیں کہ لڑکا بہت زیادہ امیر اور لڑکی کسی بہت غریب گھر کی۔ یا پھر لڑکی بہت خوبصورت اور لڑکا اس کے اُلٹ۔ اپنی طرف سے کوشش کریں کہ جوڑ کے رشتے کریں۔

لباس انسان کے ساتھ اچھا لگتا ہے، پہنا ہوا اچھا لگتا ہے۔ اسی طرح بے جوڑ رشتے نہ کریں کہ لڑکا دوبئی میں کمائی کر رہا ہے اور بیوی سات سال سے اس کا انتظار کر رہی ہے۔ شادی کے بعد بغیر کسی وجہ کے شوہر بیوی کو الگ نہیں رہنا چاہیئے۔ یہ وہ رشتہ ہے کہ جتنا قریب ہوں اُتنی ہی محبت بڑھے گی۔ کبھی کبھار کوئی مجبوری ہو اور کوئی دوری آ جائے تو رشتے میں تازگی آ جاتی ہے۔ لمبی جدائی جائز نہیں ہے۔ اللہ نے اس بات کی اجازت نہیں دی ہے کہ چار مہینے سے زیادہ کوئی مرد بیوی سے اس کی اجازت کے بغیر دور رہے۔

یہاں بتا دیا گیا کہ ایک دوسرے کے عیب نہ کھولو۔ وہ مرد بہت ناپسندیدہ ہے جو اپنی بیوی کے متعلق باتیں اپنے دوستوں سے کرے۔ وہ بیوی بہت ناپسندیدہ ہے جو اپنی کسی سہیلی کی تعریفیں اپنے مرد سے کرے کہ اس کے دل میں شوق پیدا ہو جائے کہ میں بھی دیکھوں وہ کیسی ہے۔ نجی زندگی کے راز کھولنے کی اجازت نہیں۔ جیسے لباس ہمارے عیب چھپاتا ہے ایک دوسرے کی باتیں چھپائیں۔ غیروں کی باتیں نہ کریں مسلم ہوں یا غیر مسلم۔ اقبالؒ نے ایک شعر میں کہا؛

نہ پردہ، نہ تعلیم، نئی ہو کہ پرانی نسوانیتِ زن کا نگہبان ہے فقط مرد

کہ مرد ہی عورت کا نگہبان ہے۔ جیسے لباس ہماری حفاظت کرتا ہے۔

اللہ فرماتا ہے کہ؛ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ

خدا کو معلوم ہے کہ تم (ان کے پاس جانے سے) اپنے حق میں خیانت کرتے تھے سو اس نے تم پر مہربانی کی اور تمہاری حرکات سے درگزر فرمائی۔ اب (تم کو اختیار ہے کہ) ان سے مباشرت کرو۔ اور خدا نے جو چیز تمہارے لئے لکھ رکھی ہے (یعنی اولاد) اس کو (خدا سے) طلب کرو

صحابہ کرامؓ کا تعلق اپنی بیویوں سے جائز تھا۔ اس لئے اُن سے فرمادیا گیا کہ اپنی بیویوں سے راحت پاؤ اور اللہ سے اولاد طلب کرو۔ کہ مرد اپنی بیوی سے اپنی ضرورت پوری کریں۔

معراج کے وقت نبی پاکؐ نے کچھ مرد اور عورتوں کو دیکھا جو گندا کھانا کھا رہے تھے اور پاس پاکیزہ اچھی خوشبو والا کھانا موجود تھا لیکن فرشتے ان کو وہ کھانے کی اجازت نہیں دے رہے تھے۔

آپؐ نے پوچھا تو جبرائیلؑ نے جواب دیا کہ یہ وہ مرد اور عورتیں ہیں جو حلال طریقے سے اپنی خواہش پورے نہیں کرتے تھے، اپنی بیوی یا شوہر کو چھوڑ کر دوسروں کے پاس جاتے تھے۔

جس طرح کھانا اور پینا حلال ہونا چاہئے، اسی طرح جسمانی تعلق بھی ایک انسانی ضرورت ہے۔ اس کو بھی حلال طریقے سے کرنا چاہئے۔ اور حکم ہے کہ شادی کا مقصد جائز خواہش پوری کرنا اور اولاد کا حصول ہونا چاہئے تاکہ بچّے ان کے لئے صدقہ جاریہ بنیں۔ سورۃ روم میں ہے کہ بیوی مرد کے لئے

سکون کا باعث ہے۔ اللہ کے نبیؐ سفر میں بھی اپنی بیویوں کو ساتھ رکھتے تھے۔ بیوی مرد کی ضرورت پوری کرتی ہے۔ اس کو پر سکون رہنے میں مدد دیتی ہے۔ بعض اوقات جنگوں یا دوسرے معاملات میں اچھے مشورے بھی دیتی ہے۔

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِى الْمَسٰجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿١٨٧﴾ اور کھاؤ پیو یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔ پھر روزہ (رکھ کر) رات تک پورا کرو اور جب تم مسجدوں میں اعتکاف بیٹھے ہو تو ان سے مباشرت نہ کرو۔ یہ خدا کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جانا۔ اسی طرح خدا اپنی آیتیں لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ وہ پرہیزگار بنیں۔

میاں بیوی کے تعلق کے بعد بات کی ہے کہ سحری کر لیں کھا پی لیں۔ غسل کر لیں۔ یعنی جب صبح ہونی شروع ہوتی ہے۔ اس وقت تک کھا پی سکتے ہیں۔ پھر رات تک روزے پورے کر لیں۔ یہ حکم پورا ہو گیا۔ رات کے لئے سب کچھ حلال کر دیا گیا۔

مباشرہ کے معنی ہے کہ جسم کا جسم سے ملنا۔

یہاں دیکھیں کہ قرآن ضرورت کے مطابق بات تو کرتا ہے لیکن بے ہودہ قسم کی زبان استعمال نہیں کی گئی۔ بے ہودہ اور چھچھوری قسم کی باتیں چاہے دوستوں کے ساتھ ہوں یا فلموں اور ناولوں میں۔ انسان کو ایسی باتیں نہ تو کرنی چاہئیں نہ سننی چاہئیں۔

یہاں اب اعتکاف کے مسائل شروع ہوتے ہیں کہ نبی پاکؐ رمضان کے آخری دس دنوں میں مسجد میں اعتکاف کرتے تھے۔ آخری سال آپؐ نے بیس دن کا اعتکاف کیا تھا۔

• ازواجؓ کو بھی اعتکاف کرسکتے ہیں۔ کچھ عرب لوگ رات کو یا دن کا اعتکاف کرتے ہیں۔ کچھ عصر سے مغرب کے درمیان کا اعتکاف۔ اس دفعہ مجھے بھی اعتکاف کا موقع ملا۔ یہ ایک نفلی عبادت ہے۔

اللہ کی عبادت کے لئے جم جانا۔ اس کی تفصیل کتاب الصّوم میں پڑھیں گے۔ اعتکاف کے دوران میاں بیوی کے تعلق کی اجازت نہیں ہیں۔

اللہ یہ باتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں تا کہ لوگوں کو سمجھ آجائے۔ تا کہ وہ پرہیز گار بنیں۔ اور لوگ کوئی غلطی نہ کریں۔ یہاں پھر تقویٰ کا ذکر آیا۔ روزے کا اصل مقصد تقویٰ ہے۔

تقویٰ کیا ہے کہ نفس کی حفاظت کرنا ہر اس چیز سے جو نفس کو گناہگار کرے۔

آنکھوں کو ہر اس چیز سے دور کریں جو گناہ کی طرف لے جائے۔ اسی طرح کان، زبان، ہاتھ اور پیر کا بھی تقویٰ ہے۔ روزے کی بات ختم ہو گئی۔

وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ وَتُدْلُوا۟ بِهَآ إِلَى ٱلْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا۟ فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَٰلِ ٱلنَّاسِ بِٱلْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۸۸﴾ اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ اس کو (رشوۃً) حاکموں کے پاس پہنچاؤ تا کہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ ناجائز طور پر کھا جاؤ اور (اسے) تم جانتے بھی ہو ﴿۱۸۸﴾

رمضان میں بتایا گیا کہ حلال سے بچنا ہے۔ اور دو دفعہ تقویٰ کا ذکر آیا۔

روزہ کیا سکھاتا ہے کہ لوگوں کے مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔ یہاں رشوت کی طرف اشارہ ہے۔ حکّام کو پیسہ دیا جاتا ہے۔اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ پانی میں ڈول ڈالا جاتا ہے تو پانی تھوڑا سا اوپر آجاتا ہے۔رشوت یعنی کچھ رقم دے کر زیادہ پیسا کمایا جائے۔ زیادہ فائدہ اُٹھایا جائے۔

حدیثؐ ہے کہ: الراشی والمرتشی کلاھما فی النار۔ رشوت دینے اور لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔

روزے رکھنے کے بعد اگر پھر بھی تم حرام کمانے میں لگے ہو،لوگوں سے ناجائز فائدے اُٹھاتے ہو تو گویا تم نے رمضان کے اصل مقصد کو نہیں پایا۔ جو مال کوئی دوسرا آپ کو نہیں کھلانا چاہتا، اس کی مرضی کے خلاف، زبردستی دھونس یا دھاندلی سے کسی نہ کسی طریقے سے دوسرے کا مال کھانا حرام ہے۔ میں نے اس کی کافی تفصیل ربّ کا پیغام میں لکھوائی تھی۔

چوری۔، ڈاکہ، سود، دوسروں کی حق تلفی، دھوکہ، لاٹری، جوٗا۔ آپ کو معلوم ہے یہ سب چیزیں حرام ہیں۔ کسی کے گھر کوئی فوت ہو جائے تو کس کا دل چاہتا ہے کہ سوئم یا تیجے کے نام پر دعوتیں کھلائے۔

اسلام ان سب کو ناپسند کرتا ہے جس میں ہر طرح کا فراڈ۔ غلط قسم کی تجارت، خیانت اور دھوکے والا مال حرام ہے۔ اللہ ہمیں صحیح معنوں میں روزے رکھنے والا اور عمل کرنے والا بنا دے۔ آمین